سوال نمبر2(الف) (i)

پہلا ہفتہ:

میرزا عبدالقیوم کا پہلا ہفتہ اسی طرح گزرا جس طرح وہ چاہتا تھا۔ حسبِ خواہش اس کے دفتر کے پرانے ساتھی اس سے ملاقات کیلئے آتے رہے۔ اور کھانا اس کے کمرے میں پہنچا دیا جاتا۔

سوال نمبر2(الف) (ii)

ملاقات:

اس سے ملاقات کیلئے دفتر کے پرانے ساتھی آتے اور اس کے پوتا پوتی کھانا کمرے ہی میں پہنچا دیتے۔

سوال نمبر2(الف) (iii)

کھانا:

میرزا عبدالقیوم کھانا عموماً اپنے کمرے میں ہی کھاتا۔ اس کا پوتا اور دونوں پوتیاں چائے اور کھانا کمرے میں ہی پہنچا دیتے تھے۔

سوال نمبر 2(الف) (iv)

یقین:

میرزا عبد القیوم کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ جو زندگی اپنی مرضی سے گزار رہا ہے اور اس کی جو خاطر تواضع اور خدمت کی جا رہی ہے وہ سب عارضی ہے۔ دوست آتے ہیں تو آئندہ رک جائیں گے۔

سوال نمبر 2(الف) (v)

وہ اپنی بہو کو سمجھا جاتا تھا کہ بچوں کو زیادہ ڈانٹ ڈپٹ مت اور ان کے ساتھ مادرانہ شفقت یعنی محبت کا رویہ اختیار کرے۔

سوال نمبر 2(الف) (vi)

بچے اس کے کمرے میں جوتوں سمیت آجاتے جس سے اس کے کمرے کا قالین خراب ہوتا۔ اور صفائی کی احتیاط نہیں کرتے تھے۔

سوال نمبر2(الف)(vii)

مرزا عبدالقیوم چاہتا تھا کہ بچے اس کے کمرے میں جوتے اتار کر احتیاط سے آئیں تاکہ اس کے کمرے کا قالین خراب اور گندا نہ ہو۔

سوال نمبر2(الف)(viii)

مرکزی خیال:

اس عبارت کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ہر چیز انسان کی مرضی کی مطابق نہیں ہوتی۔ جب وہ دوسرے کے ساتھ اس کے گھر میں رہتا ہے تو برداشت اور سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے اور یہ کہ سب کچھ عارضی ہے اور انسان کو اپنے بڑوں کی خدمت ہر حال میں کرنی چاہیے اور ان کے آرام اور پسند ناپسند کا خیال رکھنا چاہیے۔

سوال نمبر 2(ب) (i)

اسلاف کی میراث:

مسلمانوں کو اسلاف کی میراث گنوانے کی یہ سزا ملی کہ آسمان نے اپنی بلندیوں سے ان کو زمین کی پستیوں میں دے مارا یعنی مسلمان تنزلی کا شکار ہو گئے۔

سوال نمبر 2(ب) (ii)

صبح کی منظر کشی:

صبح کی ٹھنڈی میٹھی ہوا ٹھہر ٹھہر کر سکون سے چل رہی تھی۔ پرندوں کی سُریلی آوازیں اور پکاروں سے مزید خوشگواری پیدا ہو رہی تھی اور صبح ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی سورج کی کرنوں میں۔

سوال نمبر 2(ب) (iii)

قربان:

شاعر کہتے ہیں کہ آپ کے ہونٹوں پر جو طنزیہ مسکراہٹ ہے اس پر میرا دل اور جان قربان ہو۔ اس شعر میں شاعر طنز کر رہے ہیں کہ آپ کی مسکراہٹ پر واری جاؤں۔

سوال نمبر 2(ب) (iv)

بازیچہ اطفال:

بازیچہ اطفال سے غالب کی مراد بچوں کا کھیل ہے۔ غالب کہتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ میرے لیے ایک بچوں کے کھیل سے زیادہ کوئی اہمیت و وقعت نہیں رکھتا۔

؎ رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

سوال نمبر 2(ب) (v)

مشکلات:

آخری شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ عدل کی راہ میں رکاوٹیں بہت ہیں اور مصنف کیلئے صحیح صحیح فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ انصاف میں واویلا بہت ہے اور مصنف بھی آزاد نہیں ہے بلکہ اس پر بھی بہت پہرے ہیں یعنی اس کو بھی حق بات کرنے سے روکا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2(ج) (i)

کنایہ: کسی لفظ کو حقیقی کے بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کرنا کہ اس سے حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکیں کنایہ کہلاتا ہے۔

شعری مثال:

کتنا بد نصیب ہے ظفر دفن کیلئے
دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

یہاں "دو گز زمیں" سے مراد "قبر" ہے۔

سوال نمبر 2(ج) (ii)

ترکیب نحوی:

جملہ فعلیہ: یہ جملہ، جملہ فعلیہ کی مثال ہے۔ جملہ فعلیہ میں اسم فاعل اور مسند مفعول ہوتا ہے۔

احمد ← فاعل
خط ← مفعول
لکھ رہا ← فعل
تھا ← فعلِ تام

سوال نمبر 2(ج) (iii)

مجازِ مرسل:

کسی لفظ کو حقیقی کے بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کیا جائے کہ اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی تعلق ہو تو اسے مجازِ مرسل کہتے ہیں۔

شعری مثال:

عمر دراز مانگ کر لائے تھا چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

سوال نمبر 2(ج) (iv)

متشابہ الفاظ:

ایسے الفاظ جن کی املاء ایک جیسی ہو مگر معنی مختلف ہو وہ متشابہ الفاظ کہلاتے ہیں۔ یہ الفاظ بولنے میں ایک جیسے مگر لکھنے میں فرق ہوتے ہیں۔

مثلاً:

عرض ← کہنا، فرمانا
ارض ← زمین

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1)

اقتباس کی تشریح :

حلِ لغت :

سراہا: تعریف کرنا
خلل انداز: رکاوٹ پیدا کرنا
کاہل: سست
اوسان خطا ہونا: حواس گم ہونا، گھبرا جانا

حوالہ متن :

مصنف کا نام: پطرس بخاری
سبق کا عنوان: سویرے جو کل آنکھ میری کھلی
صنفِ ادب: طنز و مزاح

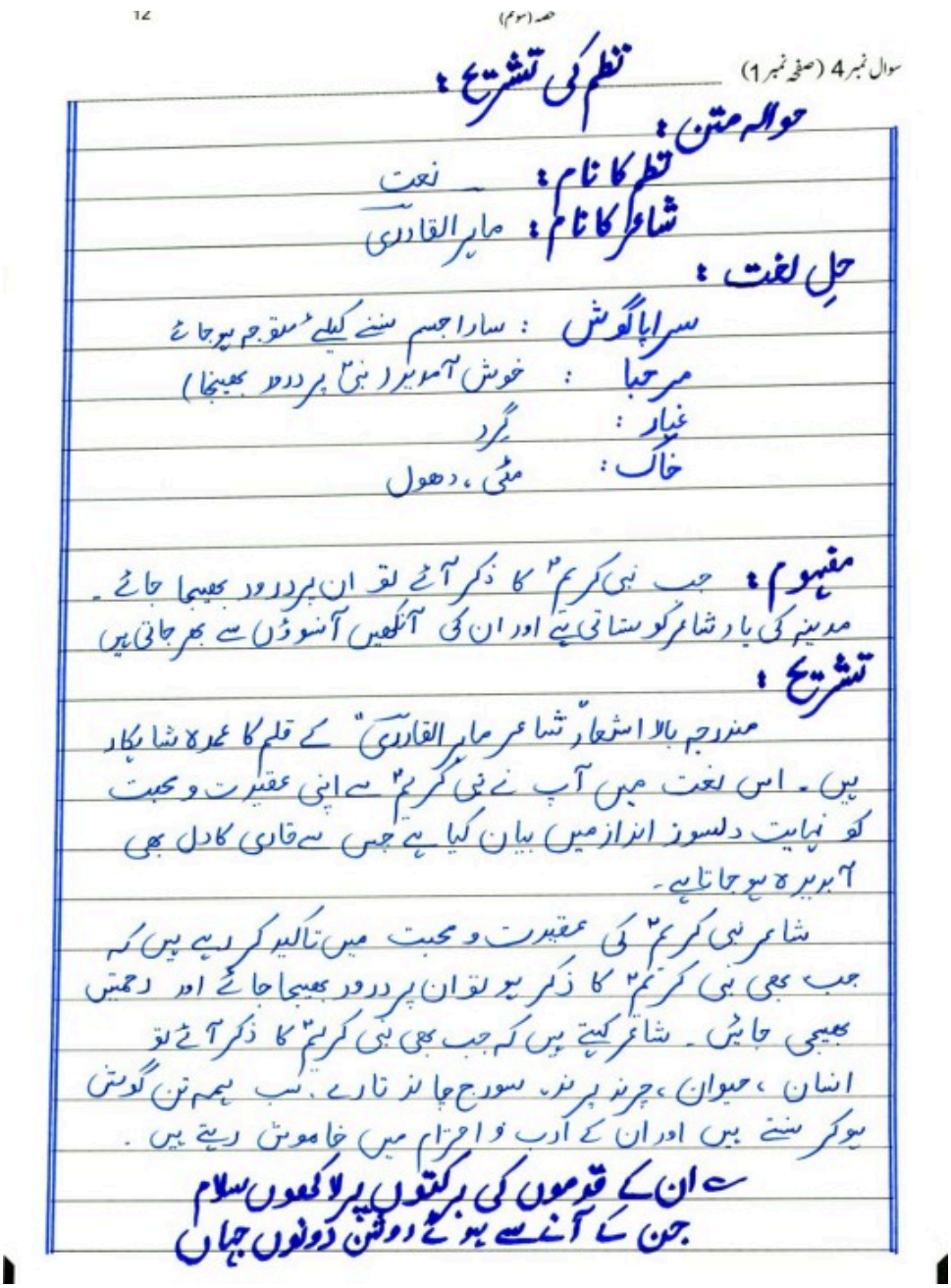
تشریح : یہ اقتباس سبق "سویرے جو کل آنکھ میری کھلی" سے لیا گیا ہے جس کو مصنف "پطرس" نے نہایت عمدگی سے تحریر کیا ہے۔ پطرس بخاری کے کلام میں طنز و مزاح، برجستگی، طریفانہ تنقید اور بذلہ سنجی پائی جاتی ہے جو قاری کو مسکرانے پر مجبور کرتی ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس میں مصنف اپنی صبح اٹھنے کی صورت حال بتا رہے ہیں۔ وہ طنزیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی اپنی ہمت کو بہت داد دی کہ وہ فوراً اتنی جلدی اٹھ گئے ہیں ورنہ عموماً وہ دس گیارہ بجے سے پہلے نہیں اٹھا کرتے تھے۔ پھر وہ اپنے اور اپنے دل کے درمیان مکالمے کو بیان کر رہے ہیں کہ دل نے کہا کہ بھائی! صبح اٹھنا تو بہت آسان اور محض چھوٹی سی بات ہے اور ہم بلاوجہ ہی اس سے ڈرتے تھے۔ تمہارے تو یونہی اوسان خطا ہو جاتے۔ یہ ایک محاورہ ہے جس کا معنی ہے گھبرا جانا یا حواس گم کر بیٹھنا۔ پھر مصنف نے دل میں کہا کہ ٹھیک کہتے ہو یار

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2)

اگر ہم سستی اور آرام پسندی سے کام نہ لیں تو ہی ایسا ہوتا ہے ورنہ ان کی کیا اوقات کہ ہماری باقاعدگی میں رکاوٹ بنے۔

پھر مصنف مزید اپنی تعریف میں کہتے ہیں کہ اس وقت لاہور میں ہزارہا ایسے سست اور کاہل لوگ ہونگے جو ابھی تک سو رہے ہوں گے گھوڑے بیچ کر اور خواب خرگوش کے مزے اڑا رہے ہوں گے۔ اور ایک ہم ہیں کہ فرض کی ادائیگی کی خاطر نہایت فرض شناسی اور شرافت سے اتنی جلدی اٹھ گئے ہیں۔

دراصل یہ باتیں مصنف صرف خود کو بہلانے اور خوش کرنے کیلئے کر رہے تھے ورنہ وہ خود روز دیر سے اٹھتے تھے اور آج بھی انکو غالباً انکے دوست نے ہی جگایا تھا۔ غرضیکہ مصنف کی تحریر سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ اس تحریر سے یہ حقیقت بھی عیاں کر رہے ہیں کہ انسان اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کو چھپانے کیلئے طرح طرح کی توجیہات اور بہانے ڈھونڈتا ہے۔



17 حصہ (سوم)

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

نظم کی تشریح:

حوالہ متن:

نظم کا نام: نعت

شاعر کا نام: ماہر القادری

حلِ لغت:

سراپا گوش : سارا جسم سننے کیلئے متوجہ ہو جائے

مرحبا : خوش آمدید (نبیؐ پر درود بھیجنا)

غبار : گرد

خاک : مٹی، دھول

مفہوم: جب نبی کریمؐ کا ذکر آئے تو ان پر درود بھیجا جائے۔ مدینہ کی یاد شاعر کو ستاتی ہے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں

تشریح:

مندرجہ بالا اشعار شاعر ماہر القادریؒ کے قلم کا عمدہ شاہکار ہیں۔ اس نعت میں آپ نے نبی کریمؐ سے اپنی عقیدت و محبت کو نہایت دلسوز انداز میں بیان کیا ہے جس سے قاری کا دل بھی آبدیدہ ہو جاتا ہے۔

شاعر نبی کریمؐ کی عقیدت و محبت میں تاکید کر رہے ہیں کہ جب بھی نبی کریمؐ کا ذکر ہو تو ان پر درود بھیجا جائے اور رحمتیں بھیجی جائیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ جب بھی نبی کریمؐ کا ذکر آئے تو انسان، حیوان، چرند پرند، سورج چاند تارے، سب ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں اور ان کے ادب و احترام میں خاموش رہتے ہیں۔

ے ان کے قدموں کی برکتوں پر لاکھوں سلام
جن کے آنے سے ہو گئے روشن دونوں جہاں

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

اگلے شعر میں شاعر اپنی مدینہ طیبہ سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ مدینہ کی خاک ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہی ہماری بینائی اور آنکھوں کا سرمہ ہے۔ مدینہ کی مٹی ہی ہر روحانی اور جسمانی بیماری کا علاج ہے اور یہ انسانوں کے لیے شفایاب ہے۔ مدینہ کی مٹی کی بہت اہمیت ہے کیونکہ یہ مٹی نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت کے قدموں کی مٹی ہے۔ یہ مٹی نبی کریم ﷺ کے قدموں تلے آتی تھی اسی لیے یہ متبرک مٹی ہے اور اس میں بہت تاثیر ہے۔

ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے
لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جائیں گے

آخری شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ جب ان کو مدینہ یاد آتا ہے تو ان کی آنکھوں سے آنسو ہی نہیں رکتے۔ مدینہ کی محبت ہر مسلمان کی جان و خون میں رچی بسی ہوئی ہے۔ اس لیے جب بھی شاعر کو مدینہ کی یاد ستاتی ہے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری و ساری ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے چشمہ بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ مدینہ سے عقیدت و محبت کا اظہار آنسوؤں کی روانی کی صورت میں ہوتا ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے آنکھوں کا خاکِ مدینہ و نجف

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1)

غزل کی تشریح :

حوالہ متن :

شاعر کا نام : مومن خان مومن

غزل : اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا

مفہوم :

دنیا میں سب کچھ ممکن ہے مگر شاعر کو محبوب کی نظرِ کرم اور محبت مل جانا ناممکن ہے۔

تشریح :

مندرجہ ذیل اشعار "مومن خان مومن" کے قلم کا عمدہ شاہکار ہیں جو کہ سہلِ ممتنع کی بہترین مثال ہیں۔ سہلِ ممتنع سے مراد وہ شعر ہے جو سب کو سن کر آسانی سے سمجھ آجائے اور اس کو لگے کہ یہ شعر وہ بھی کہہ سکتا ہے مگر وہی شعر اس سے نہ کہا جائے۔

؎ بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے

تشریح طلب شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ دنیا میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوتے دیکھے، محبت کو نفرت اور نفرت کو محبت میں بدلتے دیکھا، دوستی کو دشمنی اور دشمنی کو دوستی میں بدلتے دیکھا، ناممکنات کو ممکنات میں بدلتے دیکھا مگر جو اس دنیا میں نہیں ہو سکتا وہ محبوب کی محبت کا مل جانا ہے۔

؎ ہم کو ان سے ہے وفا کی امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2)

یعنی شاعر نے محبوب کیلئے طرح طرح کی ظلم و مصائب اور مشکلات کا سامنا کیا صرف اس کی محبت پانے کیلئے اور اس کا دیدار کرنے کیلئے مگر محبوب اس کی قدر نہیں کرتا۔ محبوب کی بے اعتنائی اور بے نیازی کی انتہا ہو چکی ہے مگر شاعر نے اس کی شکایت میں ایک حرف بھی نہ کہا بلکہ اس کی وفاداری نبھائی مگر محبوب کی ظلمت اور سنگدلی کو سلام کہ اس نے ایک نظرِ کرم بھی نہ فرمائی۔

ے اذیت، مصیبت ملامت، بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

اگلے شعر میں شاعر نے سہل ممتنع کی بہترین مثال پیش کی ہے۔ مومن کا یہ شعر اتنی شہرت رکھتا ہے کہ غالب نے اس شعر کے بدلے میں مومن کو اپنا پورا دیوان دینے کی پیشکش کی مگر غالب نہ مانے۔

مومن نے اس شعر میں نہایت آسان فہم الفاظ میں محبوب سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ تم ہمارے پاس تب بھی ہوتے ہو جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔ یعنی تنہائی میں بھی تمہارا تصور میرے دل میں موجود ہوتا ہے اور تم کبھی مجھے تنہا نہیں چھوڑتے۔ جب ساری دنیا مجھے چھوڑ دیتی ہے اور میرا دل ویران ہو جاتا ہے تب تمہارا تصور ہی ہے جو مجھے زندہ رکھتا ہے۔

ے تیرے وعدے پہ جئے تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے گر اعتبار ہوتا

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

خط نویسی:

از کمرہ امتحان
الف - ب - ج
۱۹ اپریل ۲۰۲۶

محترم اساتذہ!

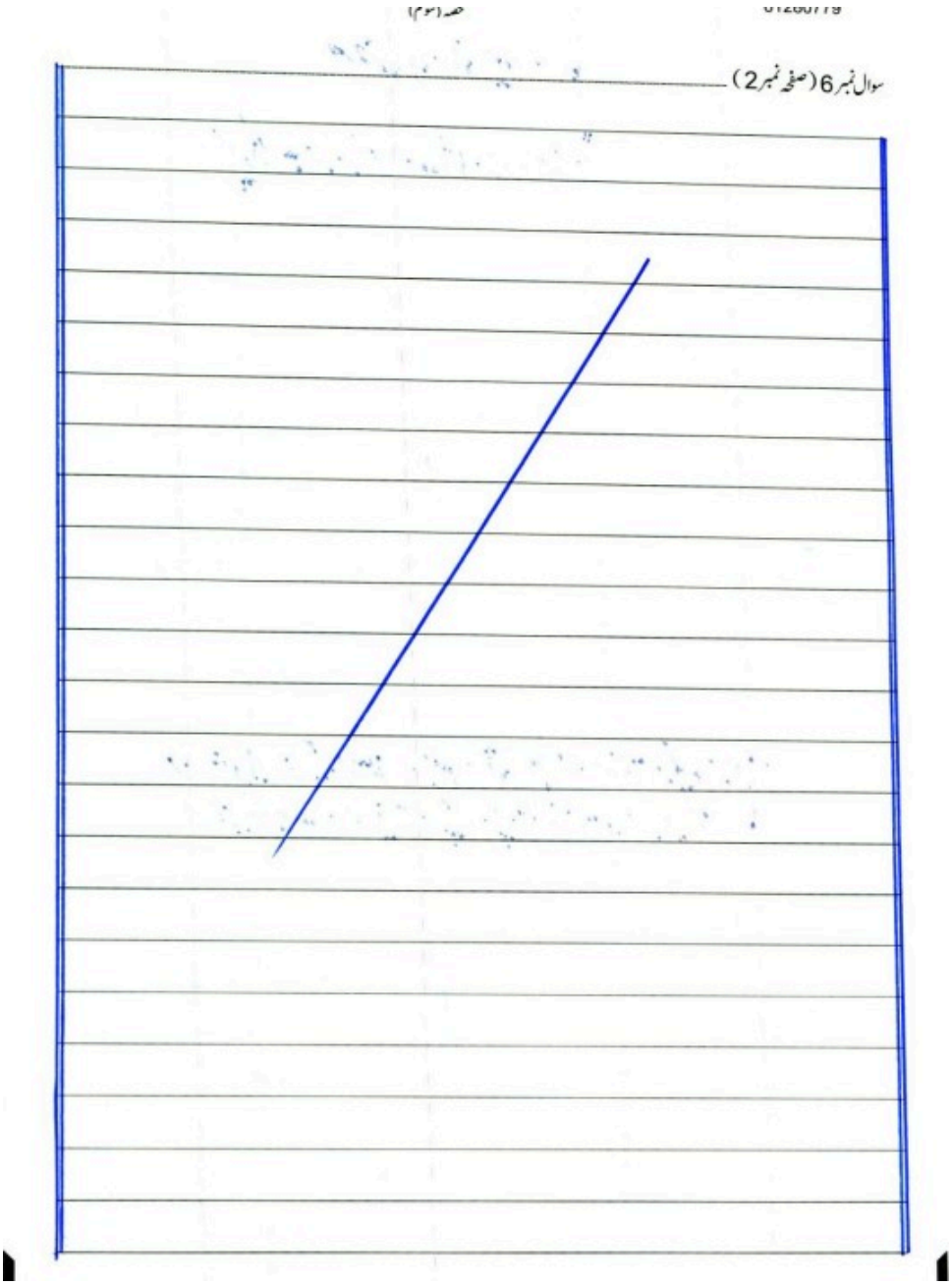
اسلام علیکم!

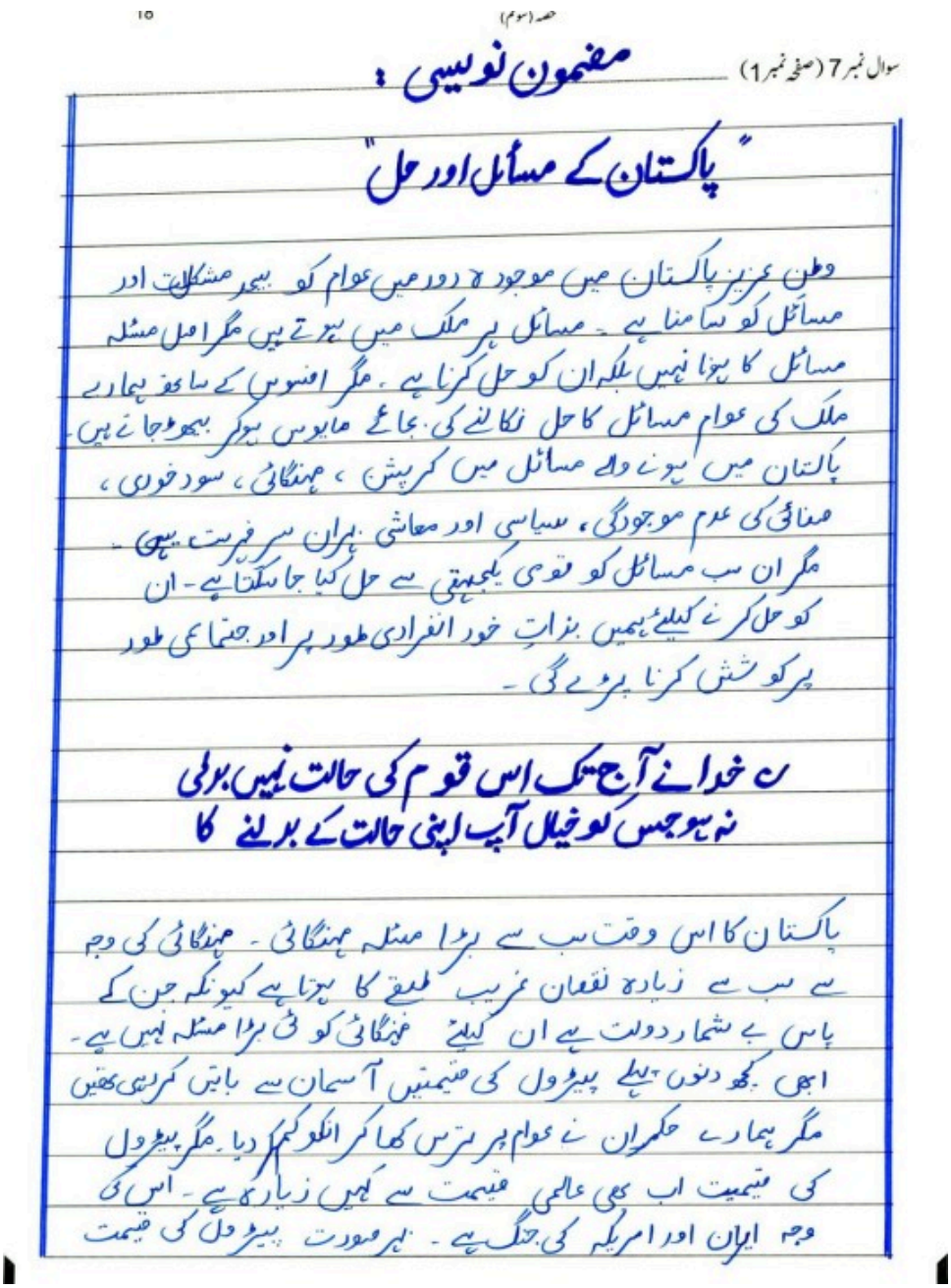
معذرت گزارش ہے کہ میں ا - ب - ج جماعت دہم کی طرف سے آپکو خط لکھ رہا ہوں۔ اس خط لکھنے کا مقصد آپ سے درخواست کرنا ہے کہ ہمیں ریاضی کے چند سوال دوبارہ سمجھا دیں کیونکہ وہ مشکل اور پیچیدہ ہیں اور ان کا جواب صحیح نہ آ رہا ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ الجبرا اور ریاضی ایک مشکل مضمون ہے اور اس کے سوالات حل کرنے میں زیادہ تر طلبہ کو دقت پیش آتی ہے۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ مشق دو عشاریہ پانچ (2.5) اور مشق آٹھ اعشاریہ پانچ (8.5 x 8.5) کے سوالات دوبارہ حل کروا دیں اس سوال میں استعمال ہونے والے فارمولے بھی بہت مشکل ہیں جن کی وجہ سے سوال حل کرنا مزید مشکل ہو جاتا ہے۔

مزید برآں آپ سے گزارش ہے کہ تھیورمز بھی ایک دفعہ دوبارہ سمجھا دیں کیونکہ وہ مشکل ہیں اور ان کے امتحان میں بھی آنے کے امکانات ہیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔

والسلام
آپ کی تابعدار شاگرد
ع - ی - ے


سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)



حصہ (سوم) 10

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1) مضمون نویسی :

"پاکستان کے مسائل اور حل"

وطن عزیز پاکستان میں موجودہ دور میں عوام کو بیحد مشکلات اور مسائل کا سامنا ہے۔ مسائل ہر ملک میں ہوتے ہیں مگر اصل مسئلہ مسائل کا ہونا نہیں بلکہ ان کو حل کرنا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ ہمارے ملک کی عوام مسائل کا حل نکالنے کی بجائے مایوس ہوکر بیٹھ جاتے ہیں۔ پاکستان میں ہونے والے مسائل میں کرپشن، مہنگائی، سود خوری، صفائی کی عدم موجودگی، سیاسی اور معاشی بحران سرفہرست ہیں۔ مگر ان سب مسائل کو قومی یکجہتی سے حل کیا جا سکتا ہے۔ ان کو حل کرنے کیلئے ہمیں بذاتِ خود انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر کوشش کرنا پڑے گی۔

ن خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

پاکستان کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ مہنگائی۔ مہنگائی کی وجہ سے سب سے زیادہ نقصان غریب طبقے کا ہوتا ہے کیونکہ جن کے پاس بے شمار دولت ہے ان کیلئے مہنگائی کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ابھی کچھ دنوں پہلے پیٹرول کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں مگر ہماری حکمران نے عوام پر ترس کھا کر انکو کم کر دیا۔ مگر پیٹرول کی قیمت اب بھی عالمی قیمت سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کی وجہ ایران اور امریکہ کی جنگ ہے۔ بہرصورت پیٹرول کی قیمت

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

میں اضافے کا مطلب ہے کہ ہر چیز مہنگی ہو جائے گی۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، کی اشیاء سے لے کر بنیادی ضروسامانِ زندگی بھی بے حد مہنگا ہو چکا ہے۔ سبزی، پھل، کپڑے، گاڑیاں، موبائل، بجلی، اور اس کے علاوہ ہر چیز بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اس کی ایک وجہ ایکسپورٹ میں کمی زیادتی اور امپورٹ میں کمی ہے۔

پاکستان کا دوسرا بڑا مسئلہ ناقص تعلیم اور بدعنوانی ہے۔ یہاں پر عالمی تعلیم کے مقابلے میں تعلیم کا معیار بہت گر چکا ہے۔ اور تعلیمی نظام برباد ہو چکا ہے۔ طلبہ کو رٹے لگوائے جاتے ہیں جس سے ان کی تخلیقی صلاحیتیں مانند پڑ جاتی ہیں۔ پاکستان کے اساتذہ بھی زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتے مگر کچھ اساتذہ کی تعلیم قابلِ دید ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، گاؤں دیہات میں رہنے والے بچوں کیلئے پاکستان میں کوئی باقاعدہ تعلیمی نظام موجود نہیں ہے اور ان کو اکثر تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں بدعنوانی بہت عام ہو گئی ہے۔ لوگ آسانی سے جھوٹ اور غلط بیانی کر جاتے ہیں جس سے اگلے بندے کا خاصا نقصان ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اور بدعنوانی سے معاشرتی استحکام تہہ و بالا ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں پاکستان میں ایک اور مسئلہ بھی قابلِ ذکر ہے جو کہ توانائی کے مسائل ہیں۔ توانائی کے مسائل یعنی صحت کے مسائل ہیں۔ پاکستان میں ان سب مسائل کا ہونا ایک بہت بڑا المیہ ہے اور ہر ایک قابلِ تشویش مقام ہے۔

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3)

ان سب مسائل کی وجہ سے بہت سے لوگ منفی اخلاقی برائیوں مثلاً چوری، ڈکیتی، قتل وغارت پھیل رہی ہیں۔

ان سب مسائل کا سدباب کرنے کیلئے ضروری ہے کہ حکومت اور عوام مل کر اپنی بہتری کیلئے کوشش کریں۔ مہنگائی کو کم کرنے کیلئے ہم سب مل کر کوشش کریں اور حکومت سے درخواست کریں اور اپنی آمدنی کے ذرائع ڈھونڈیں۔ تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ استانذہ کی تعلیم اور طلبہ کی تعلیم پر توجہ دی جائے ان کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی جائے اور ان کو مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ علمی میدان میں عالمی دنیا کا مقابلہ کر سکیں۔ توانائی کے مسائل کو ختم کرنے کیلئے حکومت اور عوام مل کر اپنی فلاح وبہبود پر کام کریں۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ عوام کی بہتری کیلئے وسائل مہیا کرے تاکہ پوری قوم مل کر ترقی کرے اور معاشی استحکام واپس بحال ہو سکے اور پوری قوم ترقی کی منزلوں کی طرف گامزن ہو۔

ختم شد!